© rasailojaraid.com

نواسۂ رسول...... مظلوم شہید

حافظ ضیاء الرحمان جالندھری

تعارف: ''حسین بن علیؓ''، کنیت ''ابوعبداللہ''، القاب ''سید شباب اہل الجنہ، ریحانۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''، شجرہ نسب ''حضرت سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف اور والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فاطمہؓ بنت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

ولادت مبارک: ''حضرت سیدنا حسین بن علیؓ کی ولادت مبارک بروز جمعۃ المبارک ۵/ شعبان المعظم ۴ ھ بمطابق ۲۴/ جنوری ۶۲۶ء میں مدینۃ المنورہ (یثرب) میں ہوئی۔'' (رحمۃ للعالمین، صفحہ ۱۱۶، جلد ۲)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نومولود بچہ کو منگوا کر اس کے کانوں میں اذان دی اور مبارک ہاتھوں سے کھجور کی گھٹی دی۔ پھر حضرت فاطمہ زہراؓ کو عقیقہ کرنے اور بچہ کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کا حکم دیا چنانچہ والد ماجد کے حکم کے مطابق حضرت فاطمہ زہراؓ نے عقیقہ کیا (مستدرک حاکم)۔ والدین نے (حرب) نام رکھا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام پسند نہ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر اس شہزادے کا نام مبارک حسینؓ کیا۔ (اسد الغابہ، صفحہ ۱۸، جلد ۲)

تعلیم وتربیت: چھ سال کی عمر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش اور زیر تربیت رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علیؓ کی تربیت میں آئے۔

عہد نبوی: حضرت سیدنا حسینؓ کے بچپن کے حالات میں صرف ان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیار اور محبت کے واقعات ملتے ہیں۔ تقریباً روزانہ دونوں کو دیکھنے کے لئے حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور دونوں کو بلا کر پیار کرتے اور کھلاتے، دونوں بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیحد مانوس اور شوخ تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شوخی پر تنبیہ نہیں فرمائی بلکہ ان کی شوخیاں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ کبھی نماز کی حالت میں پشت مبارک پر چڑھ کے بیٹھ جاتے، کبھی رکوع میں ٹانگوں کے درمیان گھس جاتے، کبھی ریش مبارک سے کھیلتے۔ حسنؓ و حسینؓ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ جنت کے گل خنداں فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسنؓ و حسینؓ میرے جنت کے دو پھول ہیں۔ حسنؓ و حسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ حضرت حذیفہؓ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون؟ حذیفہ، میں نے عرض کیا۔ فرمایا، خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے، تمہاری کوئی ضرورت ہے؟ دیکھو، ابھی یہ فرشتہ نازل ہوا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس کو خدا نے اجازت دی ہے کہ وہ مجھے سلام کہے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حسنؓ و حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

عہد صدیقی: حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں حضرت حسینؓ کی عمر مبارک ۷ یا ۸ سال سے زیادہ نہ تھی اس لئے ان کے عہد کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے حضرت حسینؓ کو بہت محبوب جانتے تھے۔

والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؓ کی وفات: جب حضرت سیدنا حسینؓ کی عمر ۷ سال ۲۷ دن کی ہوئی تو آپؓ کی والدہ ماجدہ خاتونِ جنت، زوجہ حیدر کرار حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ بروز اتوار ۳/ رمضان المبارک ۱۱ھ بمطابق ۵/ دسمبر ۶۳۲ء میں انتقال فرما گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپؓ کی وصیت کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیسؓ، زوجہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے غسل دیا اور نماز جنازہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ یا حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلبؓ یا حضرت سیدنا علی، المرتضیٰؓ نے پڑھائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئی۔

عہد فاروقی: حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہد خلافت میں بھی بہت صغیر السن تھے۔ البتہ آخری عہد میں سن شعور کو پہنچ چکے تھے لیکن اس عہد کی مہمات میں ان کا نام نظر نہیں آتا۔ حضرت عمرؓ بھی حضرت حسینؓ پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص لحاظ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب بدری صحابہؓ کے لڑکوں کا دو ہزار وظیفہ مقرر کیا گیا تو حضرت حسینؓ کا محض قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے پانچ ہزار ماہوار مقرر کیا۔

عہد عثمانی: حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے زمانہ میں پورے جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ سب سے اول اسی عہد میں میدان جہاد میں قدم رکھا اور ۳۰ھ طبرستان کی فوج کشی میں مجاہدانہ شریک ہوئے، پھر جب حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت برپا ہوئی اور باغیوں نے قصرِ خلافت کا محاصرہ کرلیا تو حضرت سیدنا علیؓ نے دونوں بھائیوں کو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی حفاظت پر مامور کیا کہ باغی اندر گھسنے نہ پائیں۔ چنانچہ حفاظت کرنے والوں کے ساتھ ان دونوں نے بھی نہایت بہادری کے ساتھ باغیوں کو اندر گھسنے سے روکے رکھا۔ جب باغی چھت پر چڑھ کر اندر اتر گئے اور حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کو شہید کر ڈالا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کو شہادت کی خبر ہوئی تو انہوں نے دونوں بھائیوں سے نہایت سختی کے ساتھ باز پرس کی کہ تمہارے ہوتے ہوئے باغی کس طرح اندر گھس گئے (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۲۰۳) یہ شہادت کا واقعہ بروز جمعۃ المبارک ۱۸/

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ذوالحجہ ۳۵ھ بمطابق ۳۰/ جون ۶۵۶ء کا ہے۔

والد ماجد حضرت سیدنا علی بن طالبؓ کی شہادت: بروز اتوار ۱۷/ رمضان المبارک ۴۰ھ بمطابق ۶/ فروری ۶۶۱ء میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ زخم بہت کاری تھا۔ جب حالت زیادہ نازک ہوئی تو حضرت حسنؓ و حسینؓ کو بلا کر مفید نصیحتیں کیں اور حسنؓ و حسینؓ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد بن حنفیہؒ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کر کے مرتبہ شہادت پر ممتاز ہو گئے۔ یہ واقعہ بروز جمعرات ۲۱/ رمضان المبارک ۴۰ھ بمطابق ۱۰/ فروزی ۶۶۱ء کا ہے۔

عہد امیر معاویہ بن ابی سفیان اموی: حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا حسن بن علیؓ خلیفہ ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت سیدنا حسینؓ نے بھی برادر بزرگ کے فیصلے پر لبیک کہا۔ عہد امیر معاویہؓ کے زمانہ کی لڑائیوں میں برابر شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ ۴۹ھ میں قسطنطنیہ (استنبول) مصر کی مشہور مہم میں (جس کا کمانڈر سفیان بن عوف تھا) مجاہدانہ شرکت کی تھی۔

بڑے بھائی حضرت حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ کی وفات: آپؓ کے بڑے بھائی حضرت سیدنا حسنؓ ۴۹ھ میں انتقال فرما گئے۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون) جس پر حضرت حسینؓ بہت زیادہ غمزدہ ہوئے لیکن آپؓ نے صبر و تحمل سے کام لیا اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کی۔

حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت حسینؓ: حضرت سیدنا امیر معاویہؓ ان کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ حضرت حسنؓ نے دستبرداری کے وقت حضرت حسینؓ کے لئے جو رقم مقرر کرائی تھی وہ حضرت سیدنا امیر معاویہؓ انہیں برابر پہنچاتے رہے، بلکہ اس رقم کے علاوہ بھی ہدایا پیش فرماتے۔

شہادت: مشہور قول کے مطابق حضرت سیدنا حسین بن علیؓ کو کربلا عراق میں شہید کیا گیا۔ (انا اللہ وانا الیہ راجعون) جس میں آپؓ کے ساتھ بہتر (۷۲) آدمی شہید ہوئے۔ ان میں سے بیس (۲۰) آدمی خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے۔ یہ واقعہ بروز بدھ ۱۰/ محرم الحرام ۶۱ھ بمطابق ۲۳/ اکتوبر ۶۸۰ء کا ہے۔ حضرت سیدنا حسینؓ کی شہادت کے وقت کل عمر مبارک چھپن (۵۶) سال پانچ (۵) ماہ اور پانچ (۵) دن تھی۔ حضرت سیدنا حسینؓ کربلا (عراق) میں دفن ہوئے۔

فضل و کمال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضرت سیدنا حسینؓ کمسن بچے تھے اس لئے براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کا زیادہ موقع نہ ملا لیکن حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ جیسے مجمع البحرین علم و عمل باپ کی تعلیم و تربیت نے اس کی پوری تلافی کر دی۔ تمام ارباب سیر آپ کے کمالات علمی کے معترف ہیں۔ علامہ ابن عبدالبرؒ، امام نوویؒ، علامہ ابن کثیرؒ تمام بڑے بڑے ارباب سیر اس پر متفق ہیں کہ حضرت سیدنا حسینؓ بڑے فاضل تھے لیکن افسوس اس اجمالی سند کے علاوہ واقعات کی صورت میں ان کے کمالات کو کسی سیرت نگار نے مفصل قلمبند نہیں کیا۔

احادیث نبوی: حضرت سیدنا حسینؓ خانوادہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رکن رکین تھے اس لئے آپؓ کو احادیث کا بہت بڑا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حافظ ہونا چاہیے تھا لیکن صغر سنی کے باعث آپؓ کو اس کے مواقع کم ملے۔ براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی مرویات کی تعداد کل آٹھ ہے جو آپؓ کی کمسنی کو دیکھتے ہوئے کم نہیں کہی جاسکتی، البتہ بالواسطہ روایات کی تعداد کافی ہے۔

نوٹ: حضرت سیدنا حسین بن علی المرتضیٰؓ کی وہ روایات جو بلاواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں وہ کل آٹھ (۸) ہیں۔ جو حضرات ان احادیث سے کے بارمیں جاننا چاہتے ہوں وہ حضرات مسند امام احمد ابن حنبل صفحہ ۲۰۱، جلد ا پر ملاحظہ فرمائیں۔

فقہ وفتاویٰ: قضاوافتاء میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ کا پایہ تمام صحابہؓ میں بڑا تھا۔ اس موروثی دولت میں حضرت سیدنا حسینؓ کو بھی وافر حصہ ملا تھا۔ چنانچہ ان کے معاصران سے استفتاء کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ (نواسہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ) کو جو عمر میں ان سے بڑے اور خود بھی صاحب کمال بزرگ تھے، قیدی کی رہائی کے بارے میں استفتاء کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے حضرت سیدنا حسینؓ کی طرف رجوع کیا اور ان سے پوچھا۔ ابو عبداللہ! قیدی کی رہائی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ اس کی رہائی کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے؟ فرمایا، ان لوگوں پر جن کی حمایت میں وہ لڑا ہو۔

فضائل واخلاق: آپؓ کی ذات گرامی فضائل واخلاق کا مجموعہ تھی۔ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا حسینؓ بڑے نمازی، بڑے روزہ دار، بہت حج کرنے والے، بڑے صدقہ دینے والے اور تمام اعمال حسنہ کو کثرت سے کرنے والے تھے۔ بیس حج دونوں بھائیوں نے اکٹھے کئے تھے ان کے علاوہ کچھ حضرت سیدنا حسینؓ نے بھائی کی وفات کے بعد اکیلے کئے۔

صدقات وخیرات: مالی اعتبار سے آپؓ کو خدا نے جیسی فارغ البالی عطا فرمائی تھی اسی فیاضی سے آپؓ اس کی راہ میں خرچ کرتے تھے۔ ابن عساکرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت حسینؓ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے۔ کوئی سائل کبھی آپؓ کے دروازہ سے ناکام نہ واپس ہوتا تھا۔

ذاتی حالات اور ذریعہ معاش: حضرت سیدنا حسینؓ مالی حیثیت سے ہمیشہ فارغ البال رہے اور بہت عیش وآرام کے ساتھ زندگی بسر کی۔ حضرت سیدنا عمرؓ نے اپنے زمانہ میں پانچ ہزار ماہانہ وظیفہ مقرر کیا تھا جو حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کے زمانہ تک برابر ملتا رہا۔ اس کے بعد حضرت سیدنا حسنؓ نے خلافت سے دستبرداری کے وقت حضرت سیدنا امیر معاویہؓ سے ان کے لئے دو لاکھ سالانہ مقرر کر دیئے تھے۔ غرض اس حیثیت سے آپؓ کی زندگی مطمئن تھی۔

حلیہ مبارک: حضرت سیدنا حسنؓ وحضرت سیدنا حسینؓ دونوں بھائی شکل وصورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

تعداد ازواج واولاد: حضرت سیدنا حسینؓ نے یکے بعد دیگرے سات شادیاں کیں جن میں آپ سے آپؓ کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے صرف ایک لڑکے علیؒ (زین العابدین) سے نسل چلی۔ یاد رہے کہ حضرت سیدنا حسینؓ کی پہلی بیوی حضرت آمنہ بنت ابی مرہ ثقفی امیر المؤمنین حضرت سیدنا امیر معاویہ ابن ابی سفیان امویؓ کی بھانجی تھیں اور چوتھی بیوی حضرت حفصہؒ بنت عبدالرحمٰنؓ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی پوتی تھی۔ ☆

© rasailojaraid.com